بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم

سوال: یمین، نذر اور تعلیق میں احناف کے لیے مسلکِ غیر پر کب فتویٰ دینا جائز ہے؟ موجودہ حالات میں کم علمی یا حالات کے نزاکت کو دیکھتے ہوئے لوگ ایسی قسمیں کھالیتے ہیں جن کا پورا کرنا ان کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔ جیسے کہ کسی کے قتل کی قسم کھالی یا کوئی ایسی قسم کھالی جس کو پورا کرنا اس کے بس کی بات نہیں بسا اوقات ایسی نذر مان لیتے ہیں کہ جن سے وہ عاجز آجاتے ہیں جیسے کہ کسی نے نذر مان لی کہ اگر میرے بیٹے کو نوکری مل گئی تو میں پوری زندگی ہر ماہ 10 روزے رکھوں گا یا کسی نے یوٹیوب چینل کھولا اور یہ نذر مان لی کہ میرے جتنے سبسکرائبرز (subscribers) ہونگے اتنی تعداد میں دن میں رکعات پڑھوں گا، اب سبسکرائبرز 1000 ہوگئے تو اب وہ نذر پوری کرنے سے عاجز ہے نیز بسا اوقات سبسکرائبرز 10 ہزار اور لاکھ سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں) بسا اوقات ایسی تعلیق کر لیتے ہیں جس کو پورا کریں تو طلاق ہو جائے گی اور اگر نہ پورا کریں تو رجوع نہیں ہے جیسے کسی شوہر نے اپنی بیوی سے جھگڑے میں کہا کہ اگر تم نے اپنے والد یا بیٹے کے گھر میں قدم رکھا تو تمہیں طلاق کچھ دن بعد جھگڑا ختم ہو جاتا ہے تو اب وہ بیوی پھنس گئی ہے کہ والد یا بیٹے کے گھر قدم نہیں رکھ سکتی ورنہ طلاق ہو جائے گی۔ تو ان حالات میں کیا اس طرح کی نذر، قسم اور تعلیق میں رجوع کی یا مسلک غیر پر فتوی دے کر کچھ تخفیف پیدا کرنے کی گنجائش ہے کہ نہیں؟۔ (مندرجہ بالا مثالیں حقیقت پر مبنی ہیں، کوئی فرضی نہیں۔ ان دنوں اس طرح کے بہت سے مسائل پیش آرہے ہیں) جبکہ حالات بہت سخت ہیں، امت کافی پریشان ہے اور کم علمی میں ایسی چیزوں کو کر بیٹھتی ہے جن کو پورا کرنا ان کے لیے ممکن نہیں۔ آپ حضرات سے درخواست ہے کہ اس پر ائمہ اربعہ کے آراء اور موجودہ دور میں ان مسائل، میں نرمی برتتے ہوئے مسلک غیر پر اجازت دینے کی حاجت کو واضح فرما کر شکریہ کا موقع عطا فرمائیں گے؟

الجواب حامدا و مصلیا– واللہ الموفق للصواب: مذہب غیر پر فتوی دینے کیلئے کچھ اسباب اور شروط ہیں جنکا پایا جانا ضروری ہیں۔

اسباب میں سے ایک سبب یہ ہیکہ ’’حرج شدید اس طور پر ہو کہ اسکا دفعیہ لوگوں کی طاقتوں سے باہر ہو جیسے متاخرین فقہاء نے مفقود کی مدت میں مسلک مالکیہ پر فتوی دیتے ہوئے ۴سال مدت قرار دی جبکہ احناف کے یہاں اسکی مدت ۹۰سال تھی‘‘ جبکہ مذکورہ بالا سوال میں یہ سبب مفقود ہے اسلئے کہ تمام لوگ اس بات کی طاقت رکھتے ہیں علم دین میں مقامی علماء سے رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔ اور شروط میں سے ایک شرط یہ ہیکہ ’’علماء و فقہاء کی ماہر جماعت جب کسی مسئلہ میں مذہب غیر پر فتوی دینے پر متفق ہو جائے‘‘ جیسے مثال مذکورہ بالا میں علماء کی ماہر جماعت اس پر متفق ہے کہ مفقود کی مدت میں مذہب مالکیہ پر فتوی دیا جائے۔ اور جبکہ مذکورہ بالا سوال کی صورتوں میں علماء احناف مذہب حنفیہ پر ہی فتوی دیتے ہیں۔

مذہب احناف کے مطابق سوال میں موجود صورتوں کا حل: یمین اور نذر میں جہاں تک ہو سکے اسکو پوری کرے تاہم ایسی نذر مان لے جسکا پورا کرنا اسکی طاقت میں نہ ہو، تو اس وقت کفارہ یمین اداء کر دے لہذا اگر کسی نے ۱۰ ماہ روزے کی نذر مانی تو یہ نذر منعقد ہو جائے گی اور اس پر روزہ رکھنا ضروری ہے، ہاں جب اسکو نہ کر پائے تو اس صورت میں اسکا بدل کفارہ یمین دیدے (دس محتاجوں کو کھانا کھلائے یا دو وقتوں کا انکو کپڑا دیدے) اسیطرح جب نماز پڑھنے کی نذر مانے جہاں تک ہو سکے نماز پڑھ لے اور نماز نہ پڑھنے کی صورت میں کفارہ یمین اداء کر دے۔

☆جب معصیت کی نذر مان لے اور وہ معصیت لعینہ ہو مثلاً کسی کو قتل کرنا ایسی نذر منعقد ہی نہیں ہوتی ہے، اور اگر معصیت لغیرہ مثلاً ایام منہیہ میں روزہ رکھنے کی نذر ماننا تو نذر منعقد ہو جاتی ہے اور کفارہ یمین لازم آئے گا، البتہ روزہ سے روکا جائے گا، اور روزہ رکھنے کی صورت میں اسکا توڑنا واجب ہے یا دوسرے دنوں میں روزہ رکھ لے اور اس صورت میں کفارہ بھی لازم نہیں آئیگا۔

اگر کسی نے طلاق کو کسی چیز پر معلق کر دیا تو اس چیز کے پائے جانے صورت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے، ہاں بسا اوقات فقہاء طلاق مغلظہ کی صورت میں طلاق ثلاثہ واقع ہونے سے کوئی تدبیر ضرور بتاتے ہے۔

دلائل ملاحظہ ہو:

فتاوی دار العلوم زکریا میں ہے (ج ۴ ص ۴۷۴): سوال: ایک شخص نے نذر مانی کہ میں روزانہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھوں گا، تو یہ نذر منعقد ہوئی یا نہیں؟ اگر کوئی شخص نذر پوری نہ کر سکے تو اس کا متبادل کیا ہے؟

الجواب: بصورت مسئولہ روزانہ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنے کی نذر صحیح ہے اور منعقد ہے، لہذا پورا کرنا یعنی روزانہ ہزار مرتبہ درود شریف پڑھنا ضروری اور لازم ہے۔ اور اگر نہیں پڑھا تو اس کا بدل کفارہ یمین ہے، یعنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔

البحر الرائق میں ہے: لأن المذكور في ظاهر الرواية لزوم الوفاء بالمنذور عيناً منجزاً كان أو معلقاً وفي رواية النوادر هو مخيراً فيهما بين الوفاء وبين كفارة اليمين وفي رواية النوادر هو مخيراً فيهما بين الوفاء وبين كفارة اليمين قال في الخلاصة: وبه يفتى فتحصل أن الفتوى على التخيير مطلقاً... (البحر الرائق: ٤/٢٩٥، كونته).

فتاوی بزازیہ میں ہے: الزم على نفسه الحج إن فعل كذا لزمه الحج، ولا يجوز به كفارة اليمين. وعن القاضي المروزي أنه بالخيار إن شاء كفر، وعن الإمام أنه رجع وقال: تجب الكفارة، وعليه الفتوى لكثرة البلوى. (الفتاوى البزازية على هامش الهندية: ٤/٢٧١، الثالث في النذر). مزید ملاحظہ ہو: (الهداية مع فتح القدير: ٥/٩٣ - والدر المختار: ٣/٧٣٨ -)۔

فتاوی دار العلوم زکریا میں ہے: نذر بالمعصیۃ کا حکم: سوال: اگر کسی نے گناہ کی نذر مان لی کہ اگر میرا کام ہو گیا تو میں ناچ گانا کراؤں گا، یا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے لئے بکرا ذبح کروں گا، یا قبر پر غلاف چڑھاؤں گا، یا قبر پر گنبد بناؤں گا، یا عید الفطر یا عید الانی کے دن روزہ رکھوں گا طلوع یا غروب شمس کے وقت نماز پڑھوں گا، تو شرعا اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب: معصیت اور گناہ دو قسم کے ہیں: (۱) معصیت لذاتہ جیسے صورتِ مسئولہ میں ناچ گانا، شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کے نام پر بکرا ذبح کرنا، قبر پر غلاف چادریں ڈالنا اور چراغ روشن کرنا، یا گنبد بنانا، یہ تمام چیزیں معصیت لذاتہ ہیں یعنی صرف گناہ ہی گناہ ہیں، ان میں طاعت یا عبادت کا کوئی پہلو نہیں ہے، لہذا نذر منعقد نہیں ہوگی، اور کفارہ بھی لازم نہیں ہوگا، مگر یمین کی نیت کرے یعنی قسم کا پہلو بھی ساتھ شامل ہو تو کفارہ یمین لازم ہوگا۔

(۲) معصیت لغیرہ یعنی اصلاتو مشروع ہو، لیکن خارجی میں ممنوع کی مجاورت کی وجہ سے ممنوع ہوگئی ہو مثلاً صورت مسئولہ میں عید الفطر یا عید الاضحی کے دن روزہ رکھنا یا طلوع یا غروب شمس کے وقت نماز پڑھنا، تو روزہ اور نماز اصل کے اعتبار سے عبادت ہیں لیکن ممنوع اوقات کے ساتھ ملنے کی وجہ سے ممنوع ہو گئے، لہذا نذر منعقد ہو جائے گی، البتہ ان اوقات میں روزہ نماز سے روکا جائے گا، اور ان کا توڑنا واجب، اور توڑنے کی بناپر کفارہ لازم ہوگا **لیکن اگر کسی دوسرے دن روزہ رکھ لیا یا دوسرے اوقات میں نماز پڑھ لی تو کفارہ لازم نہیں ہوگا۔** (ج۴ ص ۴۷۵)

ملاحظہ فرمائیں حدیث شریف میں ہے: عن عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: من نذر أن يطيع الله فليطعه ومن نذر أن يعصيه فلا يعصه. قال محمد رحمه الله وبهذا نأخذ من نذر نذرا في معصية ولم يسم فليطع الله وليكفر عن يمينه وهو قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى

در مختار میں ہے: وفى البحر الرائق شرائطه خمس فزاد أن لا يكون معصية لذاته فصح نذر صوم يوم النحر لأنه لغيره، وفى الشامي قال في الفتح وأما كون المنذور معصية يمنع انعقاد النذر فيجب أن يكون معناه إذا كان حراماً لعينه أو ليس فيه جهة قربة. فإن المذهب **إن نذر صوم يوم العيد ينعقد ويجب الوفاء بصوم يوم غيره ولو صامه خرج عن العهدة**. (الدر المختار مع فتاوى الشامي: ۳/۷۳۶، سعيد). (كذا فى فتح القدير ص۹۵ ج۵ دار الفكر)

وما فى أصول الافتاء وآدابه: وذلك أن يكون في المذهب في مسألة مخصوصة حرج شديدٌ لا يُطاق، أو حاجة واقعية لا محيص عنها، فيجوز أن يُعمل بمذهب آخر دفعاً للحرج وإنجازاً للحاجة

وهذا كما أفتى علماء الحنفية بمذهب الشّافعيّة في جواز الاستئجار على تعليم القرآن، وبمذهب المالكيّة في مسألة زوجة المفقود والعنين والمتعنت .الثاني : أن يتأكّد المفتي من مسيس الحاجة، وذلك بمشاورة غيره، من أصحاب الفتوى وأصحاب الخبرة في ذلك المجال. والأحسنُ أن لا يبادر بالإفتاء منفرداً عن غيره، بل يُحاوِلُ بالقدر المستطاع أن يضُمَّ معه فتوى غيره من العلماء، وخاصّةً إذا أراد أن ينشُرَ الفتوى على نطاق واسع(مكتبه معارف القرآن ص۲۴۶)

والله تعالیٰ أعلم بالصواب

كتبه : أمداد الله:

التاريخ: ١٤ سفر المظفر 1445ه /٣١ أگست 2023م

الجواب صحيح

رضاء الحق عفا الله عنه

دار العلوم زكريا

دار الإفتاء

لينيشيا - جنوبي افريقيه